بے مثال اِمام
کی مِثال نِگاری

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تفہیم و تربیت کے لیے دی گئی امثلہ میں سے چند مثالوں پر مشتمل "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے مضامین کا مجموعہ

بے مثال اِمام کی مثال نگاری

مؤلف

مولانا عباس علی عطاری مدنی

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ (دعوتِ اسلامی)

www.dawateislami.net

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُستَطرَف، ج ۱، ص ۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب : بے مثال اِمام کی مثال نگاری

مؤلف : مولانا عباس علی عطاری مدنی

صفحات : 31

اشاعت اوّل : اگست 2025ء (ویب ایڈیشن)

پیشکش : مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

www.dawateislami.net/magazine/ur

فہرست

(1)ایصالِ ثواب:	9
(2)رُوح کی طاقت:	9
(3)مالِ حرام پر نیاز:	10
(4)انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کی شان:	11
(5)شانِ محبوبی:	12
(6)سَرچشمہ اور دریا:	12
(7)درخت اور پھل:	14
(8)پان اور اس کی بیل:	14
(9)چراغِ شریعت:	15
(10)بنیاد اور دیوار:	16
(11)جڑ اور شاخ:	17
(12)بے وقوف کی دوستی دشمنی ہے:	17
(13)ان کی موت ساتھ ہی لکھی تھی:	19
(14)جھوٹ اور غیبت کی بدبو:	19
(15)شیشہ بھرا ہوا گلاب:	20
(16)ہم تلاش کرچکے:	20
(17)میلے کپڑے:	21

www.dawateislami.net

(18)اُلٹی رائے:	21
(19)سوَر کی ناپاکی:	21
(20)شاہی قرض:	22
(21)زمین کا لگان:	22
(22)چینی بنانے والے کا مطالبہ:	22
(23)شیشہ اور پتھر:	23
(24)مفتی کی ذمہ داری:	23
(25)بندوں کے مطالبات:	24
(26)پرندہ اور شہپر:	24
(27)مالکِ حقیقی:	25
(28)سگانِ دُنیا کے امیدوار:	26
(29)اللہ و رسول کا معاملہ اور ذاتی معاملہ:	27
(30)محبتِ صحابہ و اہلِ بیت:	27
(31)باغ کی سیر:	28
(32)فونوگراف:	29
(33)شہد اور زہر:	30

پہلے اسے پڑھیے

مثال کے ذریعے بات سمجھانے کا اسلوب کوئی عام طرزِ بیان نہیں بلکہ قرآن و سنت کا عطا کردہ ایک حکیمانہ اور فطری طریقہ ہے۔ تاریخِ انبیاء و اولیاء میں یہ دستور رہا ہے کہ گہرے معانی اور دقیق مسائل کو عام فہم پیرائے میں سمجھانے کے لیے مناسب اور بامعنی مثالیں دی جائیں تاکہ ہر سطح کا سامع یا قاری حقیقت کو اپنے دل و دماغ میں بٹھا سکے۔ قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ یہ نورانی طرز نظر آتا ہے۔ کبھی ایمان اور اخلاص کو ایک دانے کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے جو سات بالیوں میں پھوٹ کر ہر بالی میں سو دانے پیدا کرتا ہے، کبھی پاکیزہ بات کو اس درخت سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کی جڑ مضبوط ہو اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں، اور کبھی باطل کے سہاروں کو مکڑی کے جالے کی کمزور مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔یہی حکمت آمیز طرز نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیثِ مبارکہ میں بھی نمایاں ہے، جہاں ایمان والے کو خوشبودار پھل سے، بدعمل کو بدذائقہ پودے سے، سخاوت کرنے والے کو میٹھے چشمے سے تشبیہ دے کر حقیقت کو اس انداز میں سمجھایا گیا ہے کہ الفاظ کان سے دل تک اور دل سے کردار تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہی قرآنی و نبوی اسلوب برصغیر کی چودھویں صدی ہجری میں امام اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، فقیہِ بے بدل، محدثِ وقت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے کلام اور تحریروں میں اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ آپ کے سامنے دورِ حاضر کے ہزاروں پیچیدہ سوالات اور مسائل پیش کیے گئے ــــ کبھی عقائد و ایمان کے بارے

میں، کبھی عبادات و معاملات میں، کبھی شرعی و فقہی قضایا میں ــ لیکن آپ نے نہ صرف شرعی حکم بیان کیا بلکہ ان کو ایسی بلیغ اور قریب الفہم مثالوں سے مزین کیا کہ قاری یا سامع پر گویا پوری حقیقت روشن ہو گئی۔ یہ مثالیں محض علمی وضاحت نہیں بلکہ اصلاحِ نفس کا ایک جاندار ذریعہ بھی ہیں، کیونکہ ان میں استدلال کی مضبوطی، بیان کی سلاست اور اثر انگیزی کی وہ قوت ہے جو سننے والے کو سوچنے، سمجھنے اور اپنی روش کو بدلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی مثال نگاری میں ایک عجیب جامعیت پائی جاتی ہے۔ آپ چراغ سے چراغ جلانے کی سادہ مگر عمیق تمثیل سے ایصالِ ثواب کا نکتہ اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ شریعت و طریقت کے رشتے کو سرچشمے اور دریا کی مثال سے اس خوبصورتی سے واضح کرتے ہیں کہ سالک کے ذہن سے ہر مغالطہ دور ہو جائے۔ کبھی پھل اور درخت کی نسبت سے حقیقت و شریعت کا ایسا ربط سمجھاتے ہیں کہ قاری کے دل میں دونوں کی اہمیت یکساں قائم ہو جائے۔ اور جب کسی باطل نظریے یا گستاخانہ سوچ کا رد فرماتے ہیں تو مثال ایسی دیتے ہیں کہ مخالف کے دلائل اپنی ہی کمزوری سے ٹوٹ کر بکھر جائیں، اور سننے والے پر حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

بے مثال امام، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی ان مثالوں کو سب سے پہلے "100 سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت" 1440ھ کے موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" میں شائع کیا گیا، پھر اسی تسلسل

سے کچھ اقساط صفر المظفر کے شماروں میں سال بہ سال شائع کی گئیں۔

رواں سال 1447ھ میں امامِ اہلِ سنّت علیہ الرحمۃ کے عرسِ مبارک کے موقع پر بارادۂ تبرک و تعلیم ان مضامین کا مجموعہ پیش کیا جارہا تاکہ

- عشاقِ اعلیٰ حضرت اسے پڑھ کر اپنے عشقِ رضا کو فزوں کریں
- مبلغین وواعظین دینی احکام کی تفہیم کو آسان روپ دیں
- تاکہ محققین اور طلبۂ علم اعلیٰ حضرت کی علمی گہرائی سے استفادہ کریں
- خطباو مقررین اپنے بیان میں اثر انگیزی کے قرآنی و نبوی طریقے اپنائیں
- مصنفین اور قلمکار مثال نگاری کے فن میں مہارت حاصل کریں
- مدرسین و معلمین اپنے درسی انداز کو مزید مؤثر اور دل نشین بنائیں
- پڑھنے والے کو دین کی حقانیت دلائل ومثالوں سے مزید واضح ہو
- باطل نظریات کے رد میں حکیمانہ انداز اپنانے کا سلیقہ پیدا ہو
- قاری کے دل میں شریعت وطریقت کا توازن قائم ہو
- دینی لٹریچر میں مثال نگاری کے خوبصورت اسلوب کو فروغ ملے
- اسلامی تعلیمات کو ہر طبقے کے لیے آسان فہم بنانے کا شعور بڑھے
- نئی نسل کو سیرتِ اولیا اور ان کے حکیمانہ طرزِ بیان سے روشناس کرایا جائے
- اور ہر مسلمان امامِ اہلِ سنّت کے مقامِ علم و فن کی جھلک دیکھے۔

امید ہے کہ یہ مطالعہ نہ صرف علمی لذت عطا کرے گا بلکہ قاری کے دل میں دین

کی محبت، سنت کی پیروی اور شریعت کی عظمت کو بھی مزید راسخ کر دے گا۔

راشد علی عطاری مدنی

(ناظم و ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

20صفر المظفر1447ھ

15اگست2025ء

بے مثال اِمام کی مثال نگاری

قدیم دستور ہے، بات سمجھانے کیلئے مثال (Example) دی جاتی ہے۔ کلامِ اَزَلی **قراٰنِ حکیم** میں جابجا مثالیں اور کہاوَتیں بیان فرمائی گئیں:

(1) راہِ خُدا میں مال خرچ کرنے والے کی کہاوت بیان ہوئی (ترجمۂ کنزالایمان): اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے (پ3، البقرۃ:261)

(2) پاکیزہ بات کی مثال ارشاد ہوئی (ترجمۂ کنزالایمان): جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔ (پ13، ابراھیم:24)

(3) جن کفار نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ان کی مثل یوں بیان فرمائی (ترجمۂ کنزالایمان): ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنالئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا۔ (پ20، العنکبوت:41) ان کے علاوہ اور کئی مثالیں قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوئیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی بکثرت مثالیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ تین فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں:

(1) قراٰنِ پاک پڑھنے والے مؤمن کی مثال تُرُنج (چکوترے) کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور لذّت بھی اعلیٰ۔ (بخاری، 3/535، حدیث:5427)

(2) عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اُس کتے کی طرح ہے جو کھائے، پیٹ بھر جائے تو قے (اُلٹی) کرے اور پھر اپنی قے میں سے کھانے لگے۔ (ترمذی، 4/50، حدیث:2138)

(3)مَرتے وقت (غلام یا کنیز) آزاد کرنے والے کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو پیٹ بھر جانے کے بعد صدقہ کرے۔(ابو داؤد،4/42،حدیث:3968) اور بہت سی مثالیں ہیں جو حضور ہادِی و رَہبَر، شہنشاہِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے احادیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمائی ہیں۔

احادیثِ مُبارکہ کا یہ دل نشین انداز اور قراٰنِ حکیم کا حِکمت بھرا اُسلوب ہمارے بزرگانِ دین رحمھم اللہ المُبِین نے بھی اختیار کیا، ہمارے اَسلاف حکمِ خُداوندی کے مطابق پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت کے ساتھ راہِ خُدا کی طرف بُلاتے رہے، مثال سے سمجھانے کا دل نشین طریقہ بھی جاری رہا۔ وقت کا کارواں چلتا رہا، تیرہ صدیاں (Thirteen Centuries) بِیت گئیں، یہ چودھویں صدی ہجری کا مَنظر ہے۔ مجدّدِ دین وملّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا ڈنکا دنیا بھر میں بج رہا ہے، شہر شہر گاؤں گاؤں سے شرعی سوالوں کا تانتا بندھا ہے، ملک وبیرونِ ملک سے فتوے پوچھے جارہے ہیں، مشکل سے مشکل قضیے دریافت ہو رہے ہیں لیکن امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ماتھے پر شکن نہیں آتی، فی البدیہہ جواب ارشاد ہوتے ہیں، قلم برداشتہ فتوے تحریر ہوتے ہیں، گراں قدر تحقیقات کے خزانے عطا ہوتے ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کُتب ورَسائل اور تحقیقات کو جس پہلو سے دیکھا جائے جس زاویے سے نظر ڈالی جائے ایک نَیا حُسن سامنے آتا ہے، ایک نئی روشنی پھوٹتی ہے، ایک نئی خوشبو مہکتی ہے۔

کلامِ رضا کا ایک مہکتا جگمگاتا پہلو بے مثال امام کی **"مثال نگاری"** ہے، امامِ اہلِ سنّت

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے کلام کو جہاں آیات واحادیث، روایات واقوال سے آراستہ فرماتے ہیں وہیں آسان انداز میں بھی اپنی بات سمجھاتے ہیں، آپ اُسلوبِ قرآنی واحادیثِ نورانی کی پیروی کرتے ہوئے عام فَہم لیکن ایسی بَرمحل مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، زبان سے بے ساختہ سُبْحٰنَ اللہ نکلتا ہے اور بات دل ودماغ میں اُتر جاتی ہے۔ آیئے! چمنِ رضا کی سیر کریں، گلستانِ رضا سے کچھ پھول چُنیں، روح وایمان کو تازگی بخشیں۔

(1) ایصالِ ثواب:

بابُ المدینہ کراچی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب سے متعلق ایک فارسی سوال پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فارسی میں ہی بہت شاندار تحقیقی جواب عنایت فرمایا، دورانِ جواب مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: **"(ترجمہ) مختصر یہ کہ ثواب ہدیہ کرنا ایسا ہے جیسے چراغ سے چراغ جلانا کہ اِس چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا اور دوسرے چراغ کو روشنی مل جاتی ہے۔"** سُبْحٰنَ اللہ! کیسی خوبی سے واضح ہوگیا کہ ایصالِ ثواب کرنے والے کا اپنا ثواب کم نہیں ہوتا، لیکن امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تحقیقی نظر دیکھئے! فرماتے ہیں: **"(ترجمہ) بلکہ چراغ جلانا بھی اس کی نظیر نہیں ہوسکتی کہ وہاں چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا تو کچھ زائد بھی نہیں ہوتا اور یہاں ہِبَہ کرنے والے کا ثواب ایک کا دس ہوجاتا ہے اور اللہ جس کے لئے چاہے اور زیادہ کرتا ہے۔"** ((فتاویٰ رضویہ، 9/639، 638))

(2) رُوح کی طاقت:

موت کے بعد روح کی طاقت اور بڑھ جاتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

فرماتے ہیں: ”بعدِ مرگ (موت کے بعد) سَمْع و بَصر (سننا دیکھنا)، علم و فَہْم (جاننا سمجھنا) وغیرہ تمام افعال کہ حقیقتاً رُوح کے تھے (یہ افعال) بر قرار رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ ترقی پاتے ہیں، جن کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک پَرَند قَفَس میں مَحبُوس (یعنی پرندہ پنجرے میں قید) ہے اس کی پَرافشانی (پھڑپھڑاہٹ) اسی پنجرے کے لائق ہوگی، جب اسے نکال دیجئے تو اس کی پروازیں دیکھئے (کہ اب کتنی اونچی اڑان اڑتا ہے)۔“ (فتاویٰ رضویہ، 26/601)

(3) مالِ حرام پر نیاز:

بارگاہِ رضوی میں سوال ہوا: ”زید کہتا ہے حضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی نیاز اگرچہ حرام مال پر دیتا ہے مگر پھر بھی حضور قبول فرمالیتے ہیں (مَعَاذَ اللہ) جیسے کسی امیر کا لڑکا پیدا ہوا تو بھاٹ بھکاری وغیرہ جو گھاس کا پودا یا اور کچھ ڈھوئی کے (لاد کے) لے جاتے ہیں وہ اسے خوشی سے قبول کرلیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے زید کے خبیث بہتان کا سختی سے رد کرتے ہوئے فرمایا: ”یہ قول اس کا غلطِ صریح وباطلِ قبیح اور حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پر اِفتراءِ فضیح ہے۔“ شرعی مسئلہ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”زِنْہار (ہرگز) مالِ حرام قابلِ قبول نہیں، نہ اُسے راہِ خُدا میں صَرف کرنا رَوا (جائز)، نہ اُس پر ثواب ہے بلکہ نِرا وبال ہے۔“ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کئی آیات و احادیث کے ساتھ اس بہتان کا ردِّ بلیغ کیا، گھاس کے پودے والی مثال کی قباحت واضح کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ”ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشنِ سلطانی میں کوئی اَحمق بے باک نذرِ شاہی کو پیشاب کا قارُورَہ (بوتل) لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اُس مَرْدُک (ذلیل آدمی) کے منہ پر مارا

جاتا ہے۔“(فتاویٰ رضویہ،21/108،105)

(4)انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کی شان:

شجرِ ممنوعہ کے واقعے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:﴿وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۪ۖ(۱۲۱)﴾

(پ16،طٰہٰ:121)ترجمۂ کنزالایمان:اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:”غیرِ تلاوت میں اپنی طرف سے سیّدُنا آدم علیہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی طرف نافرمانی وگناہ کی نسبت(کرنا) حرام ہے۔ ائمۂ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعتِ علمائے کرام نے اِسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان(یعنی زیبا) ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، دوسرا(کوئی) کہے تو اُس کی زبان گُدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے، لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى(اللہ کی شان سب سے بلند!) بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عَمْرو کو اُس کی کسی لغزش یا بھول پر مُتَنَبِّہ(ہوشیار) کرنے، ادب دینے، حزم وعزم واحتیاطِ اَتَمّ(ہوشیاری، پختگی اور بہت کامل احتیاط) سِکھانے کیلئے مثلاً بیہودہ! نالائق! احمق! وغیرہا الفاظ سے تعبیر کیا، باپ کو اِس کا اختیار تھا اب کیا عَمْرو کا بیٹا بَکْر یا(عمرو کا) غلام خالد اِنہیں الفاظ کو سَنَد(دلیل) بنا کر اپنے باپ اور آقا عَمْرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے؟ حاشا(ہرگز نہیں)! اگر کہے گا(تو) سخت گستاخ ومردود ناسزا(نالائق) ومستحقِ عذاب وتعزیر وسزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِیس کرکے انبیاء علیہِمُ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی شان میں ایسے لفظ کا لکنے والا کیونکر سخت شدید ومَدِید عذابِ جہنم وغضبِ الٰہی کا مستحق نہ ہوگا؟ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔“(فتاویٰ رضویہ،1/1119)

Go To Index

(5)شانِ محبوبی:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: **”قرآنِ عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصافِ جلیلہ والقابِ حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے۔“** امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے قرآنِ پاک کی متعدد آیات ذِکر کیں جن میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اوصافِ جلیلہ والقابِ حمیدہ سے یاد کیا گیاہے، کچھ آگے چل کر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ”فقیر کہتا ہے غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہٗ (اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے) خصوصًا ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝۱﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اے جُھرمٹ مارنے والے) و﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝۱﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اے بالاپوش اوڑھنے والے) تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہلِ محبت جانتے ہیں۔اِن آیتوں کے نزول کے وقت سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بالاپوش (لحاف) اوڑھے، جُھرمٹ مارے (یعنی اپنے کپڑوں سے لپٹے لیٹے) تھے، اسی وَضع وحالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلاتشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے: او بانکی ٹوپی والے! او دھانی دوپٹے والے! ع

او دامن اٹھا کے جانے والے۔“

(فتاویٰ رضویہ، 30/155،154)

(6)سَرچشمہ اور دریا:

بارگاہِ رضوی میں عَمْرو کے متعلق سوال ہوا جو شریعت کو کچھ نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ طریقت بہت بڑا دریا ہے، شریعت ایک قَطرہ ہے، شریعت راستہ ہے جبکہ ہم منزل

www.dawateislami.net

پر پہنچ گئے ہیں ہمیں راستے کی کیا حاجت! وغیرہ وغیرہ۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں بہت سی احادیثِ مبارکہ سے اور عَمْرو کی خواہش پر چالیس (40) اولیائے کرام کے اسّی اقوال سے **عَمْرو کا رَدّ** فرمایا اور واضح فرمایا کہ شریعت کے بغیر ہر راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، جاہل صُوفی شیطان کا کھلونا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گِراں قدر تحقیق کا حقیقی لُطف تو رسالہ "مَقَالُ عُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء"[1] کے مطالعہ سے ہی حاصل ہوگا۔ اس رسالے میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ چند مثالیں پیش ہیں: **"شریعت مَنْبَع (سَرچشمہ) ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا۔ بلکہ شریعت اس مثال سے بھی مُتَعالِی (بلند وبالا) ہے۔"** کھیتوں کو سیراب کرنے کیلئے دریا اپنے سَرچشمے کا محتاج نہیں ہوتا لیکن طریقت وہ دریا ہے جسے ہر قدم پر اپنے سَرچشمۂ شریعت کی حاجت رہتی ہے۔ یہ فرق واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **"نہیں نہیں! منبع (سرچشمۂ شریعت) سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا (طریقت) فوراً فنا ہو جائے گا، بُوند تو بُوند نَم (گیلے پن) کا بھی نام نظر نہ آئے گا۔"** اللہ اکبر! تحقیق کا سفر جاری ہے، ایک اور قدم بڑھتے ہیں ایک اور زینہ چڑھتے ہیں، فرماتے ہیں: **"نہیں نہیں! میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سُوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سُوکھے، کھیت مُرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سے اس مبارک منبع (سرچشمۂ شریعت) سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا (سُلگایا ہوا سمندر) ہو کر شُعْلَہ**

---

(1) یہ رسالہ تخریج و تسہیل ہو کر مکتبۃ المدینہ سے بنام "شریعت و طریقت" شائع ہو چکا ہے۔

فِشاں آگ ہو جاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں۔" یہاں بھی بات ختم نہیں ہو گئی بلکہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید وضاحت فرمائی ہے اور مثال کو کامل طور پر سمجھایا ہے، اصحابِ ذوق رسالۂ مبارکہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/525)

(7) درخت اور پھل:

یہی رسالۂ مبارکہ ہے، حضرت سیِّدُنا قُطب ابراہیم دَسُوقِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "**شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔**" اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "**درخت و ثمر (پھل) کی نسبت بھی وہی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو اَصل موجود ہے، مگر جو اَصل کاٹ بیٹھا وہ نِرا محروم و مردود ہے۔ پھر اس کی مثال کی بھی وہی حالت ہے جو ہم مَنْبَع و بَحْر** (سرچشمہ و دریا کی مثال) **میں بیان کر آئے ہیں، درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی امید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں یہاں درخت کٹتے ہی آئے ہوئے پھل بھی فنا ہو جاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی پھر بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیسِ لَعِین غلیظ اور گوبَر کے پھل جادو سے بنا کر اِس کے منہ میں دیتا ہے اور یہ اپنی حالت سے انھیں ثَمَرِ حقیقت جان کر** (حقیقت کے پھل سمجھ کر) **خوش خوش نگلتا ہے، جب آنکھ بند ہو گئی** (موت آگئی) **اس وقت کھلے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا وَالْعِیاذُ باللہ تعالیٰ**" (فتاویٰ رضویہ، 21/551)

(8) پان اور اس کی بیل:

شریعت و حقیقت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "**ان درختوں میں قریب تر مثال پان اور اس کی بیل کی ہے** (کہ پان) **خوش بو** (اچھی مہک والا)**، خوش رنگ** (اچھ

www.dawateislami.net

رنگت والا)، خوش ذائقہ، مُفَرِّح (فرحت بخش)، مُقَوِّیٔ دل ودماغ (دل ودماغ کو تقویت دینے والا)، مُصَفِّیٔ خون (خون صاف کرنے والا) مُطَیِّبِ نَکْہَت (منہ خوشبودار کرنے والا) وجہِ سُرخ رُوئی باعثِ زینت (ہے) اور پھر عجیب خاصہ یہ کہ بیل سُوکھے تو اس کے پان جہاں جہاں ہوں معًا (فوراً) سُوکھ جائیں گے یہ ایک ادنیٰ مثال شریعت و حقیقت یا اس جاہل (عمرو) کے طور پر شریعت وطریقت کی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/551)

(9) چراغِ شریعت:

اللہ اکبر! ع

طبع پُر جوش ہے رُکتا نہیں خامہ تیرا

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت وطریقت کی وضاحت ایک اور مثال سے فرماتے ہیں: "لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (اور اللہ کی شان سب سے بلند) شریعتِ مُطَہَّرہ ایک ربّانی نُور کا فانُوس ہے کہ دینی عالَم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں، اس کی روشنی بڑھتے بڑھتے صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر مُتَناہی (لامحدود) درجوں زیادہ تک ترقی کرتی (بڑھتی رہتی) ہے جس سے حقائقِ اشیاء کا انکشاف ہوتا (یعنی حقیقتیں واضح ہوتی ہیں) اور نورِ حق تجلی فرماتا ہے۔" یہ نُور جیسے جیسے صبح اور دن کی طرح روشن ہوتا جاتا ہے ابلیس آکر دھوکا دیتا ہے وسوسے ڈالتا ہے کہ "طریقت کی صبح ہوگئی، حقیقت کا سورج نکل آیا اب تو چراغِ شریعت بجھا دے۔" (1)...اگر آدمی ان وسوسوں میں نہ آئے اور ابلیس کو یوں دُھتکارے کہ "اے دشمنِ خدا! جسے تُو دن اور سورج کہہ رہا ہے یہ اسی چراغِ شریعت کی تو روشنی ہے، اِسے ہی بُجھادوں گا تو روشنی کہاں سے آئے

گی؟" تو ابلیسِ لعین ناکام ونامراد لوٹتا ہے اور بندہ نُورِ شریعت کی روشنی میں حق تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔(2)... اور اگر بندہ ابلیس کے فریب میں آگیا اور بولا کہ "ہاں! دن تو ہو گیا، اب مجھے چراغ کی کیا حاجت ہے!" یہ کہتے ہوئے شریعت کے چَراغ کو بجھا دیا، جیسے ہی فانُوس بُجھا فوراً گُھپ اندھیرا چھا گیا، ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہیں دیتا۔ اس کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "**یہ ہیں وہ (لوگ) کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے مُسْتَغْنِی** (بے پروا) **سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آکر اس الٰہی فانوس کو بُجھا بیٹھے۔**" الٰہی فانوس بجھنے کا ان جاہلوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کیونکہ شیطانِ لَعین ایک طرف الٰہی فانوس گُل کراتا ہے تو دوسری طرف فوراً اپنی سازشی بِتی جَلا کر ہاتھ میں دے دیتا ہے، جاہل اور بناوٹی صوفی اسے نُور سمجھتے ہیں حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔ اس کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "**آنکھ بند ہوتے** (یعنی مَرتے ہی) **ہی حال کُھل جائے گا کہ ع باکہ باختہ عشق در شبِ دیجور** (اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی۔)" (فتاویٰ رضویہ، 21/527)

(10) بنیاد اور دیوار:

شریعت وطریقت کی ہی بات چل رہی ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور مثال سے مسئلے کو بہت واضح کر دیا، فرماتے ہیں: "**اے عزیز! شریعت عمارت ہے اور اس کا اعتِقاد بُنیاد اور عمل چُنائی، پھر اعمالِ ظاہر** (ظاہری نیک اعمال) **وہ دیوار ہیں کہ اس بُنیاد پر ہوا میں چُنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمان تک پہنچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو** (بنیاد) **کی زیادہ محتاج ہوگی اور نہ صرف نیو کی بلکہ اعلیٰ حصہ**

اَسْفَل کا (یعنی ہر اوپری حصہ نچلے حصے کا) بھی محتاج ہے۔ اگر دیوار نیچے سے خالی کر دی جائے (تو) اُوپر سے بھی گر پڑے گی، اَحْمَق وہ (ہے) جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اُس کی چُنائی آسمانوں تک دِکھائی اور (اُس کے) دل میں (خیال) ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے۔ (چنانچہ اَحْمَق نے) نِیو (بنیاد) سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ ﴿فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ﴾ (پ11، التوبۃ:109) اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی۔"

(فتاویٰ رضویہ، 21/528)

(11) جڑ اور شاخ:

علمائے شریعت اگر اہلِ مَعرِفَت کے کسی معاملے کو نہ سمجھ سکیں تو یہ معذور ہیں، اِن علما کی غلطی نہیں کیونکہ ان کی رَسائی یہیں تک تھی، لیکن مَعرِفَت و وِلایت کا دعویٰ کرنے والے اگر علمائے شریعت پر اعتراض کریں تو یقیناً اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں، مَعرِفَت کا دائرہ تو شریعت کے دائرے سے اونچا ہے، اگر یہ لوگ اُوپری دائرے تک پہنچتے تو نچلے دائرے سے بے خبر نہ ہوتے، اہلِ مَعرِفَت اگر علمائے شریعت پر اعتراض کریں گے تو اوندھے منہ گریں گے۔ امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "جڑ والے اگر شاخ تراشیں (تو) اَصْل درخت قائم رہے (گا)۔ مگر بلند شاخ تک پہنچنے والے (نچلی) جڑ کاٹیں تو ان کی ہڈی پسلی کی خیر نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/548)

(12) بے وقوف کی دوستی دشمنی ہے:

مُتَواتِر حدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعُون مسلمان کے لئے شہادت و رحمت ہے اور

جو طاعون میں مَرے وہ شہید ہے، طاعون اللہ پاک کی طرف سے آنے والی آزمائش ہے، اس سے بھاگنا گناہ ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: **”اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں بُرائی ہوتی تو رسولُ اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کہ (آپ) اپنی اُمّت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے؟ اور بھاگنے سے اس قدر تاکیدِ شدید کے ساتھ منع فرماتے؟ اور صِدّیقِ اکبر** رضی اللہ تعالٰی عنہ **کہ (جو) تمام اُمّت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہِ اُمّت ہیں (وہ) کیوں اس (طاعون) سے نہ بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے؟ معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقتاً اُمّت کے بد خواہ** (بُرا چاہنے والے) **اور اُلٹی مَت** (غلط رائے) **سمجھانے والے ہیں وَالعیاذُ باللہ تعالٰی، جیسے کوئی بد عَقل بے تمیز کج فَہم** (اُلٹی سمجھ والی) **عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدّت** (سختی) **دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب** (یعنی مدرسے) **سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیالِ باطل میں اِسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صَریح** (کُھلی) **دُشمنی ہے ؏ دوستیٔ بے خرداں دشمنی ست** (بے وقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔) **بدنصیب** (ہے) **وہ بچہ کہ اس** (بے وقوف ماں) **کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید** (زور دینا اور تنبیہ کرنا) **خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے** (کیونکہ) **مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شِدّت بھی غالب واَکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی** (اللہ کے حکم سے) **محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے۔“** (فتاویٰ رضویہ، 24/306)

(13) ان کی موت ساتھ ہی لکھی تھی:

طاعون سے ہی متعلق امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں ایک سوال پیش ہوا، سوال میں یہ بھی تھا کہ طاعون کی وَبا میں کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمار پڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا اتنے لوگوں کی موت ایک ساتھ ہی لکھی تھی؟ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آیات وحدیث کے ساتھ مُدَلَّل جواب ارشاد فرمایا، مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: **"پیڑ سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں ان کا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا۔"** (فتاویٰ رضویہ، 24/199)

(14) جھوٹ اور غیبت کی بدبو:

"جھوٹ اور غیبت مَعنوی نَجاست (یعنی باطنی گندگیاں) ہیں وَلہٰذا (اور جبھی) جھوٹے کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ حفاظت کے فِرِشتے اُس وقت اُس کے پاس سے دُور ہَٹ جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارِد ہوا ہے اور اسی طرح ایک بدبُو کی نِسبَت (یعنی بارے میں) رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خبر دی ہے کہ یہ اُن کے منہ کی سَڑانْد (یعنی بدبُو) ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ اور ہمیں جو جھوٹ یا غیبت کی بدبُو محسوس نہیں ہوتی اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اُس سے مالُوف (یعنی اس کے عادی) ہو گئے، ہماری ناکیں اُس سے بھری ہوئی ہیں جیسے چمڑا پکانے والوں کے مَحَلَّہ میں جو رہتا ہے اُسے اس کی بدبُو سے اِیذا (تکلیف) نہیں ہوتی دوسرا (کوئی) آئے تو اُس سے ناک نہ رکھی جائے۔ مسلمان اِس نفیس فائدے (یعنی عمدہ نتیجے) کو یاد رکھیں اور اپنے رب سے

ڈریں، جھوٹ اور غیبت ترک کریں۔ کیامعاذَاللہ منہ سے پاخانہ نکلنا کسی کو پسند ہو گا؟ باطِن کی ناک کُھلے تو معلوم ہو کہ جھوٹ اور غیبت میں پاخانے سے بد تر سَڑانْد (یعنی بدبو) ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، 1/969-970)

(15)شیشہ بھرا ہوا گلاب:

جو بات کافروں، بدمذہبوں یا فاسقوں فاجروں کا خاص شِعار ہو اُسے شَرعی حاجت کے بغیر اپنانا ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ بہت معمولی چیز ہو۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ شرعی مسئلہ واضح کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: **”اس کی نظیر (عرقِ) گلاب اور پیشاب ہیں۔ شیشہ بھرا ہوا (عرقِ) گلاب اور اس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو (بھی) وہ ناپاک و خراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جبھی نَجِس و خراب ہو (گا)۔“** یونہی کافروں کے سب شِعار اپنالئے تو بھی گناہ ہے اور صرف ایک خاص شِعار اپنایا تو بھی گناہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ، 24/536)

(16)ہم تلاش کر چکے:

اگر کسی مسئلہ پر کتابوں میں حدیث نہ مل سکے تو بے باکی سے یہ نہ کہا جائے کہ ایسی کوئی حدیث موجود ہی نہیں ہے، ایسی بے باکی کا امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درجہ بدرجہ تفصیلی رَدّ فرمایا، پھر فرماتے ہیں: **”اپنے نہ پانے کو (چیز کا وجود ہی) نہ ہونے کی دلیل سمجھنا اور عَدَمِ عِلْم (پتہ نہ ہونے) کو عِلْمِ بِالْعدم (موجود نہ ہونے کا علم) ٹھہرا لینا کیسی سخت سَفاہَت (بے وقوفی) ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی**

چار دیواری میں ڈھونڈ کر بیٹھ رہے اور کہہ دے: ہم تلاش کر چکے! تمام جہاں میں کہیں نِشان نہیں۔ کیا اس بات پر عُقَلاء (عقل مند لوگ) اسے مجنون نہ جانیں گے؟! ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔" (فتاویٰ رضویہ، 302/22)

(17) میلے کپڑے:

صاحبِ جَمال کی ہر بات جمال والی ہوتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنُما (یعنی بُرے لگتے) ہوں کسی حَسین (خوبصورت) کو پہنے دیجئے، دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 144/27)

(18) اُلٹی رائے:

آئندہ کوئی سُنَّت چھوٹ جانے کے ڈر سے ابھی کوئی عظیم سُنَّت چھوڑ دینا عَقْل مندی نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "فَوتِ سُنّتِ آئندہ کے خوفِ مُتَیقّن (یقینی ڈر) سے فی الحال اپنے ہاتھوں سُنّتِ جلیلہ (عظیم سُنّت) چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص مرگِ فردا (آئندہ کل مرجانے) کے اندیشہ سے آج (ہی) خود کُشی کرلے۔" (فتاویٰ رضویہ، 82/7)

(19) سؤر کی ناپاکی:

خنزِیر وہ واحِد جانوَر ہے جو کسی طرح بھی پاک نہیں ہوسکتا، اس کا ایک ایک بال ناپاک ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مسئلے کے جواب میں خنزیر کی ناپاکی واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "خنزیر کے بالوں کا بُرُش نَجِس (ناپاک) ہے اور اس کا استعمال حرام، اُس سے دانت مانْجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے۔" (فتاویٰ رضویہ، 621/21)

(20)شاہی قرض:

جب تک فرض زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کی ہو نَفْل خیرات مقبول نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: **"اے عزیز! فرض خاص سلطانی (شاہی) قَرض ہے اور نَفْل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے (کیا) وُہ قابلِ قبول ہوں گے؟ خصوصاً اُس شہنشاہِ غَنِی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں (جہاں والوں) سے بے نیاز؟"** (فتاویٰ رضویہ، 10/178)

(21)زمین کا لگان:

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اسی مسئلہ کو ایک اور مِثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: **"یوں یقین نہ آئے تو (آدمی) دُنیا کے جُھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گُزاری** (زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس) **تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں (پھلوں کی ٹوکریاں) بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مُجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بَہبُود (نفع) کا پھل لاتی ہیں۔"** (فتاویٰ رضویہ، 10/178)

(22)چینی بنانے والے کا مطالبہ:

زکوٰۃ کا فرض نَفْلی خیرات سے زیادہ اَہَم ہے، اسی مسئلہ کو مزید واضح کرنے کے لئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک اور مثال ارشاد فرماتے ہیں: **"ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں (کاشت کاروں) سے کسی کھنڈ ساری (چینی بنانے والے) کا رَس بندھا ہوا (یعنی مقرّر) ہے جب دینے کا وقت آئے وُہ (کاشت کار) رَس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ** (چینی بنانے والا) **شخص ان آسامیوں**

(کاشت کاروں) سے راضی ہو گا یا آتے ہوئے اس کی نادَہَنْدَگی (ادائیگی نہ کرنے) پر جو آزار (تکلیف) انھیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا؟ (یقیناً نہیں۔) سبحان اللہ! جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو مَلِكُ الملوك (شہنشاہِ حقیقی) اَحْکَمُ الحاکِمین (سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم) جَلَّ وَعَلَا کے قرض کا کیا پُوچھنا!"

(فتاویٰ رضویہ، 10/ 179،178)

(23) شیشہ اور پتھر:

طلاق دینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ طلاق دینے والے کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ میں طلاق دوں گا تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ امامِ اہلِ سنّت اس بات کو مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: شیشے پر پتّھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/ 216)

(24) مفتی کی ذمہ داری:

اگر کوئی شخص اپنے گمان میں اپنے مسئلے کی نوعیت (قسم) کا غلط اندازہ لگا لے اور پھر اس نوعیت کے بارے میں مفتی سے دریافت کرے، لیکن وہ مفتی مسئلے کی اصل نوعیت کو جانتا ہو تو اب مفتی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصل نوعیت کے مطابق حکمِ شرعی بیان کرے۔ اس بات کو امامِ اہلِ سنّت نے مثال کے ذریعے یوں بیان فرمایا: "ایک مریض نے براہِ ناواقفی اپنا مرض اُلٹا تشخیص کیا اور اس کے لئے طبیب سے دوا پوچھی، طبیب اگر اِس کا اصل مرض جانتا اور سمجھتا ہے کہ یہ دوا اُسے نافع (فائدہ مند) نہیں بلکہ اور مُضِر (نقصان دہ) ہو گی، تو اسے ہرگز حلال نہیں کہ اُلٹے مرض کی اسے دوا بتا کر اس

کی غلطی کو اور جما دے اور اس کے ہلاک پر مُعِین (مددگار) ہو۔" (فتاویٰ رضویہ، 16/331)

(25) بندوں کے مطالبات:

امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعاءِ"(2) میں دُعا کا چھٹا (6) ادب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا اُن سے معاف کرا لے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر حاشیہ لکھا جس کا نام "أحسن الوعاء لآداب الدعاء و ذيل المدعاء لأحسن الوعاء" ہے اس میں مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "خَلْق (یعنی بندوں) کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اِسے چمٹے داد و فریاد کا شور کر رہے ہیں، اسے گالی دی، اسے مارا، اس کا مال لے لیا، اسے لُوٹا، غور کرے اس کا یہ حال قابلِ عطا و نَوال (بخشش) ہے یا لائقِ سزا و نَکال (عذاب)!۔" (فضائلِ دُعا، ص60)

(26) پرندہ اور شہپر:

مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ دُعا کا سترھواں (17) ادب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اوّل و آخر نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم اور ان کے آل و اصحاب پر دُرود بھیجئے۔ امامِ اہلِ سنّت نے اس ادب کی شرح میں دُعا کی مقبولیت کے لئے دُرود شریف کی اہمیت کو اس مثال سے بیان فرمایا: "اے عزیز! دُعا طائر (پرندہ) ہے اور دُرود شہپر (یعنی پرندے کے بازو

(2) نوٹ: یہ کتاب بنام "فضائلِ دعا" دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

کاسب سے بڑا پَر)، طائرِ بے پَر کیا اُڑ سکتا ہے۔" (فضائلِ دُعا، ص68،69)

(27)مالکِ حقیقی:

اللہ پاک تمام جہان کا مالک ہے، وہ جو چاہے کرے کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ امامِ اہلِ سنّت نے اس بات کو سمجھانے کے لئے کتنی پیاری مثال بیان فرمائی ہے: "زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو(500) مسجد میں لگائیں، پانسو(500) پاخانہ (یعنی استنجاخانہ Washroom) کی زمین اور قدَمچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مِٹّی سے بنی ہوئی، ایک آوے (بھٹی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی مَول لی (یعنی خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانسو(500) میں کیا خوبی تھی کہ مسجِد میں صَرف (استعمال) کیں؟ اور اِن میں کیا عیب تھا کہ جائے نَجاست (نَجاست خانے) میں رکھیں؟ اگر کوئی احمق اُس (اپنے پلّے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک (ملکیت) تھیں میں نے جو چاہا کیا۔"

مثال بیان کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں: "جب مَجازی جُھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی مِلک کا کیا پُوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نِرالا سچا مالک ہے۔ اُس کے کام، اُس کے احکام میں کسی کو مجالِ دَم زَدن کیا معنیٰ (یعنی کچھ کہنے کی طاقت بھی کیسے ہو سکتی ہے)! کیا کوئی اُس کا ہمسَر (یعنی برابر) یا اس پر افسر ہے؟ جو اس سے کیوں اور کیا کہے (ہرگز نہیں)! (وہ) مالِک عَلَی الْاِطلاق ہے، بے اشتراک (یعنی ہر چیز کا خود مالک ہے، کوئی شراکت دار نہیں) ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔"

(فتاویٰ رضویہ، 29/295 ملخصًا)

(28)سگانِ دُنیا کے امیدوار:

دُعا کا اڑتالیسواں (48) ادب بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد فرماتے ہیں: دُعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ دُعا کے اس ادب کو سمجھانے کے لئے امامِ اہلِ سنّت نے یہ مثال بیان فرمائی: ”سگانِ دنیا (یعنی دنیا کے مالداروں اور حاکموں) کے اُمیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک اُمیدواری میں گزارتے ہیں، صبح و شام اُن کے دروازوں پر دوڑتے ہیں۔ اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں مِلاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دِل تنگ ہوتے، ناک بھَوں چڑھاتے ہیں، امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، (یعنی حکمران اپنی رعایا کو جھڑک دیتے ہیں ان کے مسائل سننا گوارا نہیں کرتے یہاں تک کہ انہیں یہ موقع بھی نہیں دیتے کہ کوئی غریب آ کر اپنا مسئلہ ہی بیان کر لے اور اگر کوئی غلطی سے ان تک رسائی حاصل کر لے تو اس کی فریاد سے تنگ دل ہو جاتے ہیں) یہ حضرت گِرہ (اپنے پَلّے) سے کھاتے، گھر سے منگاتے، بیکار بیگار کی بلاء اُٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے (ذرا کام نہیں بنا اب تک پہلے دن کی طرح ہے) مگر یہ نہ امید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں اور اَحْکَمُ الْحَاکِمِین اَکْرَمُ الْاَکْرَمِین عَزَّجَلَالُہ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے؟ اور آئے بھی تو اکتاتے، گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب! پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لیے اِجابت (قبولیت) کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔“ (فضائلِ دُعا، ص97، 100)

پیارے اسلامی بھائیو! مشکل ترین علمی باتوں کو عام فہم مثالوں کے ذریعے سمجھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں لیکن کیا شان ہے ہمارے اعلیٰ حضرت کی! عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلِ سُنّت

علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ لکھتے ہیں:

اللہ اللہ تبحُّرِ عِلمی
اب بھی باقی ہے خدمتِ قلمی
اہلِ سُنّت کا ہے جو سرمایہ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

(29)اللہ ورسول کا معاملہ اور ذاتی معاملہ:

دینی معاملات کی اہمیت کو سمجھنے اور اپنے ذاتی کاموں پر انہیں ترجیح دینے کی تربیت فرماتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ”آدمی اگر اللہ ورسول کے معاملہ کو (کم از کم) اپنے ذاتی معاملہ کے برابر ہی رکھے تو دین میں اس کی سرگرمی کے لئے بس (کافی) ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ذراسی نالی یا پرنالے کی مِلک بلکہ مُجرّد (صرف) حق کے لئے کس قدر جان توڑ عرق ریزیاں (کوششیں) کرتا ہے، اس کا مقدمہ مُنْتَہا (انجام) تک پہنچاتا ہے، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا (کوئی کسر نہیں چھوڑتا)، (ایک) پیسہ کے مال پر ہزار اٹھا دیتا (خرچ کردیتا) ہے، دنیوی فریق کے مقابل (سامنے) کسی طرح اپنی دبتی (شکست) گوارا نہیں کرتا۔“(i)

(30)محبتِ صحابہ واہلِ بیت:

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی محبت کا درس دیتے ہوئے اور جو لوگ صحابۂ کرام کو بُرا بھلا کہتے ہیں ان سے اپنا دامن اور ایمان بچانے کی نصیحت کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ ایک مثال ارشاد فرماتے ہیں: ”مسلمانو! ذرا اِدھر خدا و رسول کی طرف

متوجہ ہو کر ایمان کے دِل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مُغلَّظ (یعنی گندی گندی) گالیاں دینا اپنا شیوہ کرلیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوگے؟ حاشا! ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں اِنسانیت باقی ہے، اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو اُنہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خُون اُترے گا، تم اُن کی طرف نگاہ اٹھانا گوارانہ کروگے۔ لِلّٰہ انصاف! صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم (رضی اللہُ عنہما) زائد یا تمہارے باپ؟ اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہُ عنہا) زائد یا تمہاری ماں؟ ہم صدیق وفاروق (رضی اللہ عنہما) کے ادنیٰ غلام ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ اُمُّ المؤمنین (رضی اللہُ عنہا) کے بیٹے کہلاتے ہیں، اُن کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تُم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف (یعنی نااہل) بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے، آگے تم جانو اور تمہارا کام۔“(ii)

(31)باغ کی سیر:

کسی مجلس کی سب اچھی باتیں چھوڑ کر بُری بات آگے پہنچانے والے کی مثال حدیثِ پاک میں اُس آدمی کی سی بیان ہوئی ہے جو بکریوں کا پورا ریوڑ چھوڑ کر رکھوالی کا کُتّا پکڑ لائے۔ (ابن ماجہ، 4/ 456، حدیث: 4172) اس سے ملتے جلتے معاملے پر امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ ایک مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اپنی اغراضِ فاسدہ (بُرے مقاصد) کے لئے اس کی کتاب بینی (کتاب پڑھنے) کی مثال بالکل سؤر اور سیر باغ کی ہوتی

ہے، پُھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوّارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اِسے (سؤر کو) کسی لطف و سرور سے کام نہیں، وہ اس تلاش میں پھرتا ہے کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوشِ جان کرے (یعنی مزے سے کھائے) بعینہٖ یہی حالت گمراہ بد دین کی ہوتی ہے، ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس و جلیل (عمدہ و عظیم) فوائد کی ہوں اُن سے اِسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا اُسی کو پکڑ لے گا اگرچہ واقع (حقیقت) میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی کہ وہ (سؤر) نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی اور اِسے (بد مذہب کو) اس کی بھی تمیز نہیں۔"(iii)

(32)فونوگراف:

فونوگراف یا گراموفون ایک ریکارڈر ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے 1877ء میں ایجاد ہوا، اس میں آوازیں ریکارڈ ہو جاتی تھیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ فونوگراف میں چونکہ اصلی آواز نہیں ہوتی بلکہ آواز کی نقل ہوتی ہے لہٰذا فونوگراف سے حرام آوازیں (گانے موسیقی وغیرہ) سُننے میں مَعاذَ اللہ کوئی حرج نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس کے بارے میں رسالہ "اَلْکَشْفُ شَافِیا حُکْمُ فُونُوجرافیا" تحریر فرمایا اور واضح فرمایا کہ جن آوازوں کا فونوگراف سے باہر سننا حرام ہے اُن کا فونوگراف میں بھی سننا حرام ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ اس مغالطے کا پول کھولتے ہوئے مثال سے وضاحت فرماتے ہیں: "حال تو جب کُھلے کہ زید کی ہِجو (مذمّت) یا اس کے والدین پر گالیاں اس آلہ (فونوگراف) میں بھر کر سُنائی جائیں... کیا اس پر وہی ثمرات (اثرات)

مرتّب نہ ہوں گے؟ جو فونو سے باہر سننے میں ہوتے! پھر اپنے نفس کے لئے فرق نہ کرنا اور واحدِ قہّار کی مَعْصِیَتوں (نافرمانیوں) کو ہلکا کرلینے کے لئے یہ تاویلیں (بہانے) نکالنا کس قدر دیانت سے دُور و مہجور ہے۔"(iv)

(33) شہد اور زہر:

تقدیر کے نازک مسئلہ پر امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ نے رسالہ "ثَلْجُ الصَّدْرِ لِاِیْمَانِ الْقَدْرِ" تحریر فرمایا جو اپنے موضوع پر ایک منفرد تحریر ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس کے متعلق ایک بہت عمدہ مثال بیان فرمائی، امام لکھتے ہیں: "دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں، شہد میں شِفاء ہے اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا ہے کہ دیکھو! یہ شہد ہے، اس کے یہ منافع (فائدے) ہیں، اور خبر دار! یہ زہر ہے، اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں، اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔"

شہد بھی اللہ پاک نے بنایا زہر بھی اسی کی تخلیق ہے، پھر زہر پینے والے سے باز پُرس کیوں ہوتی ہے؟ اس وسوسے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہاں! باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زہر اِسے بتا دیے تھے۔ عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت (یعنی ذریعے) سے نفع نقصان جتا دیے تھے۔ دَسْت و دَہان (ہاتھ، منہ) و حَلْق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اسے دے دی تھی۔ یہی ہاتھ جس سے

اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی، جامِ شہد کی طرف بڑھاتا اللہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا۔“

کچھ آگے چل کر مثال سے موضوع کی طرف آتے ہوئے فرماتے ہیں: ”آدمی انصاف سے کام لے تو اِسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پیالی اطاعتِ الٰہی ہے اور زہر کا کاسہ اُس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء، انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادے سے ہو گا اور ضَلالَت (گمراہی) اس زہر کا ضَرَر (نقصان) پہنچنا کہ یہ بھی اُسی کے ارادے سے ہو گا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تمرُّد (سرکشی) والے مذموم و مُلزَم ہو کر سزا پائیں گے۔“(v)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امامِ عشق و مَحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا کلام ایسی بے مثال مثالوں سے بھرپور ہے۔ اس مضمون میں چند مثالوں کا ہی تذکرہ کیا گیا ہے تمام مثالوں کا اِحاطہ نہیں کیا گیا۔ ”مِثال نِگاری“ آپ کے کُتُب و رَسائل کا صرف ایک پہلو ہے، سیرتِ رضا کے اور بہت سے گوشے ہیں جو اپنی ذات میں ایک نئی خوشبو لئے ہوئے ہیں، اور بہت سے موتی ہیں جنہیں تحریر کی لڑی میں نہیں پرَویا گیا، سُخَنِ رضا کے اور بہت تابناک رُخ ہیں جن سے ابھی تک پردہ نہیں اُٹھایا گیا۔ ع

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

ہر ماہ 40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور سات زبانوں (اردو، انگلش، عربی، ہندی، سندھی، گجراتی اور بنگالی) میں شائع ہونے والے تحقیقی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے آج ہی اس نمبر پر واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

+92313-1139278